نام کتاب : مطالعات و مشاہدات
مصنف : محمد الیاس الاعظمی
ناشر : ادبی دائرہ، عقب آواس وکاس کالونی، رحمت نگر، اعظم گڑھ، اترپردیش(انڈیا) ۲۷۶۰۰۱
سالِ اشاعت : ۲۰۱۰ء
صفحات : ۲۴۰
قیمت : ۲۵۰ ہندوستانی روپے
تبصرہ نگار : سفیر اختر*

دبستانِ شبلی کی روایت سے دلچسپی رکھنے والوں کے لیے جناب محمد الیاس الاعظمی کا نام اجنبی نہیں۔ علامہ شبلی نعمانی کی شخصیت اورفن پر اُن کے متعدد مضامین کے علاوہ ''موازنۂ انیس و دبیر'' اور ''اورنگ زیب عالم گیر پر ایک نظر'' کی تدوین وتحقیق اُن کی قابل ذکر کاوشیں ہیں۔ ان دنوں وہ علامہ شبلی کی علمی و دینی آرزوؤں کی تکمیل کے مظہر ادارے، دارالمصنفین-اعظم گڑھ کے اعزازی رفیق ہیں، اور ادارے کے مرحوم رفقاء اور اُن کی خدمات پر تسلسل کے ساتھ لکھ رہے ہیں۔ ''علامہ سیّد سلیمان ندوی بحیثیت مؤرخ'' (پٹنہ: خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری، ۲۰۰۱ء)، ''دارالمصنفین کی تاریخی خدمات'' (پٹنہ: خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری، ۲۰۰۲ء) اور ''شاہ معین الدین احمد ندوی: حیات و خدمات'' (اعظم گڑھ: ادبی دائرہ، ۲۰۰۷ء) کے عنوانات سے اُن کی تین تالیفات شائع ہو چکی ہیں، اور علامہ شبلی نعمانی کے شاگرد اور دارالمصنفین کی بزمِ علم کے مایۂ ناز رکن مولانا عبدالسلام ندوی کی حیات و خدمات پر اُن کی تالیف منتظر اشاعت ہے۔

جناب اعظمی نے مختلف مواقع پر اپنی مذکورہ بالا بنیادی دلچسپی یا وقتی محرکات کے تحت مختلف اصحابِ علم کے فکر و دانش کے متنوع پہلوؤں پرقلم اٹھایا ہے، اور اُن کے یہ مختصر مختصر مضامین رسائل و جرائد کی زینت بنتے رہے ہیں۔ ان میں سے ۲۸ چھوٹے بڑے علمی، تنقیدی اور وفیاتی نوعیت کے مضامین اُنہوں نے زیرنظر مجموعے میں یک جا کیے ہیں۔ جملہ مضامین کی تفصیل یہ ہے: علمی مضامین—

- شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے دو کارنامے [اوّل ''فتح الرحمٰن''، دوم ''الانصاف فی بیان اسباب

☆ سابق چیف ایڈیٹر، ادارہ تحقیقاتِ اسلامی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد

الاختلاف‘‘] • مولانا سعید انصاری نشتر • پروفیسر سیّد نجیب اشرف ندوی (بحیثیت مترجم) • سیّد صباح الدین عبدالرحمٰن • محدث جلیل مولانا حبیب الرحمٰن الاعظمی • ابوعلی اثری • مورخ اسلام مولانا قاضی اطہر مبارک پوری • مفکر اسلام مولانا سیّد ابوالحسن علی ندوی کا اسلوبِ نگارش • ڈاکٹر محمد حمیداللہ اور ماہنامہ ’’الرشاد‘‘۔ تنقیدی مضامین— • مرزا احسان احمد • رحمت الٰہی برق اعظمی کے شاعرانہ کمالات • یحییٰ اعظمی کی شاعری • اثر انصاری کا شعری سفر • کیفی اعظمی کی شاعری میں تقلید و اجتہاد۔ وفیاتی مضامین • والد مرحوم حاجی عبدالرزاق • ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی [پرتاپ گڑھی ثم لکھنوی] • پروفیسر نثار احمد فاروقی • ڈاکٹر مقبول احمد • مولانا شبیر ازہر میرٹھی • ڈاکٹر اشفاق احمد اعظمی • مولانا عبداللہ عباس ندوی • مولانا سیّد اسعد مدنی • مولانا حافظ مجیب اللہ ندوی • ڈاکٹر محمد ضیاء الدین انصاری • مولانا ضیاء الدین اصلاحی • ڈاکٹر خلیل اعظمی • گیان جند گیان چند • حکیم عزیز الرحمٰن اعظمی۔

جملہ تحریروں کے عنوانات سے اُن کے محتویات کا اندازہ ہو جاتا ہے، ’’علمی مضامین‘‘ کے ضمن میں شخصیات پر جو کچھ لکھا گیا ہے، اُس میں اُن کی علمی اور تصنیفی خدمات پر روشنی ڈالی گئی ہے، اور ان شخصیات کی بالعموم غیر معروف یا کم معروف تحریروں اور کتابوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ ’’وفیاتی مضامین‘‘ میں جناب اعظمی نے اپنے بزرگ اصحابِ علم یا اپنے ملنے والوں کی رحلت پر ذاتی تعلق کے حوالے سے تأثرات کا اظہار کیا ہے۔ ’’تنقیدی مضامین‘‘ میں اعظم گڑھ کے چند شاعروں کی شعری اور دوسری تخلیقی کاوشوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ مرزا احسان احمد (۱۸۹۵-۱۹۷۲ء) کے بارے میں اُن کی رائے ہے کہ ’’ان کی ادبی و تنقیدی کاوشیں اور ان کی شاعری دونوں اس لائق ہیں کہ ان کا ذکر نمایاں طریقے سے کیا جائے‘‘ (ص ۱۰۸)۔ مرزا صاحب پہلے شخص تھے جنھوں نے جگر مراد آبادی کی شعرگوئی پر قلم اٹھایا۔ ’’مخزن‘‘ (لاہور) بابت جنوری ۱۹۲۰ء میں شائع ہونے والے اُن کے مضمون سے ’’جگر کی شہرت کا آغاز ہوا‘‘ (ص ۱۰۹)۔ ایک سال بعد ۱۹۲۱ء میں مرزا صاحب ہی نے جگر مراد آبادی کا پہلا مجموعۂ کلام ’’داغِ جگر‘‘ اپنے مقدمے کے ساتھ شائع کیا تھا۔ جگر کے توسط سے وہ اصغر گونڈوی سے شناسا ہوئے، اور ’’جگر ہی کی طرح اُن کے مجموعہ ’نشاطِ روح‘ کو بھی مقدمہ کے ساتھ پہلی بار شائع کرنے کا سہرا بھی مرزا صاحب ہی کے سر ہے‘‘ (ص ۱۱۰)۔ مرزا صاحب کے تنقیدی مقدموں پر جو لے دے ہوئی، اس کا انھوں نے خوب خوب دفاع بھی کیا۔

’’مطالعات و مشاہدات‘‘ میں اوّلاً اعظم گڑھ، اور ثانیاً دارالمصنفین کو نمایاں اہمیت حاصل ہے۔ ۹ علمی مضامین میں سے دو تہائی کا تعلق، بلاواسطہ یا بالواسطہ علامہ شبلی نعمانی کے کاروانِ علم و دانش سے

ہے۔ ''تنقیدی مضامین'' میں سے پانچ کے پانچ شعرائے اعظم گڑھ کی تجلیل شاعری سے متعلق ہیں۔ ''وفیاتی مضامین'' میں سے بھی نصف اعظم گڑھ کے اہل قلم سے متعلق ہیں۔

جناب محمد الیاس الاعظمی مضامین میں بالعموم اختصار سے کام لیتے ہیں، تاہم زیادہ سے زیادہ معلومات کا احاطہ بھی اُن کے پیش نظر ہوتا ہے۔ سعید انصاری دارالمصنفین-اعظم گڑھ سے وابستہ رہے تھے۔ اُن کی تصنیفات...... ''سیرالصحابیات'' اور ''سیر انصار'' حصہ اوّل و حصہ دوم...... دارالمصنفین ہی سے شائع ہوئی تھیں۔ ۱۹۵۰ء کے لگ بھگ وہ پاکستان آ گئے، اور یہاں اُردو دائرہ معارف اسلامیہ (پنجاب یونیورسٹی-لاہور) کے ادارۂ ترتیب و تدوین میں شامل ہو گئے، اور کم و بیش بارہ برس بعد ۴/اکتوبر ۱۹۶۲ء کو لاہور میں فوت ہوئے۔ جناب اعظمی کا قیام لاہور سے دُور اعظم گڑھ میں ہے، اس لیے وہ سعید انصاری کی قیام پاکستان کی سرگرمیوں پر مجملاً ہی لکھ سکے ہیں۔ سعید انصاری نے اپنے ذاتی اشاعتی ادارے ''شبلی مرکز-لاہور'' سے جو کتابیں شائع کیں، اُن میں سے صرف ''غزلیاتِ فارسی'' (سعید انصاری) تک ہی جناب اعظمی کو رسائی حاصل ہوسکی ہے۔

اسی طرح بعض دوسری تحریروں سے بھی احساس ہوتا ہے کہ پاکستانی مطبوعات اعظم گڑھ جیسے شہر میں بآسانی دستیاب نہیں۔ جناب اعظمی نے اپنے استاذِ گرامی جناب اشفاق احمد اعظمی (م ۲۰۰۵ء) کے ذکر میں ضمناً لکھا ہے: ''اُن کا تحقیقی مقالہ 'نذیر احمد: شخصیت اور کارنامے' ڈپٹی نذیر احمد کے کارناموں پر پہلا بھرپور تحقیقی مقالہ تھا جو ۱۹۷۴ء میں اتر پردیش اردو اکادمی کے مالی تعاون سے شائع ہوا'' (ص۱۸۱)، جب کہ اس سے تین برس پہلے ۱۹۷۱ء میں جناب افتخار احمد صدیقی (م ۲۰۰۰ء) کا مقالہ ''مولوی نذیر احمد: احوال و آثار'' شائع ہو چکا تھا۔ اس کے بارے میں بھی اُردو زبان و ادب کے ناقد اور تجربہ کار استاد خواجہ محمد زکریا نے یہ رائے دی ہے: ''نذیر احمد کی حیات اور ادبی کاموں پر بہت کچھ لکھا گیا ہے، مگر نذیر احمد کے احوال و آثار پر اس سے اچھا کام اب تک نہیں ہوا۔ اس مقالے کو پنجاب یونیورسٹی [لاہور] کے چند بہترین مقالات میں شمار کیا جا سکتا ہے''۔ (خواجہ محمد زکریا، صدیقی صاحب، مشمولہ رفیع الدین ہاشمی، عزیز ابن الحسن، ''ارمغان افتخار احمد صدیقی''، لاہور: شعبۂ اُردو پنجاب یونیورسٹی اورینٹل کالج-لاہور، دسمبر ۲۰۰۹ء، ص ۲۲)

مولانا سعید انصاری کچھ عرصہ ملک محمد الدین کی صوفی پرنٹنگ اینڈ پبلشنگ کمپنی-منڈی بہاؤالدین کے ساتھ بطور مشیر وابستہ رہے تھے۔ جناب اعظمی نے ضمناً بجا طور پر لکھا ہے: ''ضرورت ہے کہ اس (کمپنی) کی کاوشوں اور خدمات کی تفصیل بھی قلم بند ہو'' (صفحات ۵۰-۵۱)، البتہ انہیں ملک محمد الدین

اور منشی محمد الدین فوق (م ۱۹۴۵ء) کے درمیان التباس ہو گیا ہے، انہوں نے سہواً ثانی الذکر کو صوفی کمپنی کا مالک قرار دے دیا ہے۔

یہ پڑھ کر بھی حیرت ہوئی کہ جناب اعظمی کو ''فاران'' (بجنور) اور ہندوستانی اکیڈمی-الہ آباد کے ششماہی مجلّے ''ہندستانی'' کی فائلیں ہندوستان میں دستیاب نہ ہوسکیں۔ (صفحات ۵۰-۵۱)

''مطالعات و مشاہدات'' سفید کاغذ پر روشن کتابت میں شائع ہوئی ہے اور مناسب جلد سے مزین ہے۔

☆☆☆☆☆